فون نمبر ۴۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَعَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

الفضل

روزنامہ

خطبہ نمبر

ربوہ

یوم منگل

ایڈیٹر

روشن دین تنویر

The Daily

ALFAZL

RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۵۸/۲۳	۸ ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ ۲۵ تبلیغ ۱۳۴۸ش ۲۵ فروری ۶۹ء	نمبر ۴۷

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کامل شریعت پر قائم ہونے والا حق اللہ اور حق العباد کو کمال نقطہ تک پہنچا دیتا ہے

وہ خدا میں محو ہو جاتا ہے اور مخلوقِ خدا کا سچا خادم بن جاتا ہے

"خدا تعالیٰ کی سچی اور کامل شریعت کا فعل جو اس کی زندگی میں انسان کے دل پر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کو وحشیانہ حالت سے انسان بنا دے۔ پھر انسان سے با اخلاق انسان بنا دے اور پھر با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنا دے اور نیز اس زندگی میں عملی شریعت کا ایک فعل یہ ہے کہ شریعت حقہ پر قائم ہو جانے سے ایسے شخص کا بنی نوع پر یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ درجہ بدرجہ ان کے حقوق کو پہچانتا ہے اور عدل اور احسان اور ہمدردی کی قوتوں کو اپنے اپنے محل پر استعمال کرتا ہے اور جو کچھ خدا نے اس کو علم اور معرفت اور مال اور آسائش میں سے حصّہ دیا ہے۔ سب لوگوں کو حسب مراتب ان نعمتوں میں شریک کر دیتا ہے۔ وہ تمام بنی نوع پر سورج کی طرح اپنی تمام روشنی ڈالتا ہے۔ اور چاند کی طرح حضرت اعلیٰ سے نور پاکر وہ نور دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ وہ دن کی طرح روشن ہو کر نیکی اور بھلائی کی راہیں لوگوں کو دکھاتا ہے۔ وہ رات کی طرح ہر ایک ضعیف کی پردہ پوشی کرتا ہے اور تھکوں اور ماندوں کو آرام پہنچاتا ہے۔ وہ آسمان کی طرح ہر ایک حاجتمند کو اپنے سایہ کے نیچے جگہ دیتا ہے اور وقتوں پر اپنے فیض کی بارشیں برساتا ہے۔ وہ زمین کی طرح کمال انکسار سے ہر ایک آدمی کی آسائش کے لئے بطور فرش کے ہو جاتا اور سب کو اپنی کنارِ عاطفت میں لے لیتا اور طرح طرح کے روحانی میوے ان کے لئے پیش کرتا ہے۔ سو یہی کامل شریعت کا اثر ہے کہ کامل شریعت پر قائم ہونیوالا حق اللہ اور حق العباد کو کمال کے نقطہ تک پہنچا دیتا ہے۔ خدا میں وہ محو ہو جاتا ہے اور مخلوق کا سچا خادم بن جاتا ہے۔ یہ تو عملی شریعت کا اس زندگی میں اس پر اثر ہے۔ مگر زندگی کے بعد جو اثر ہے وہ یہ ہے کہ خدا کا روحانی اتصال اس پر کھلے کھلے دیدار کے طور پر اس کو نظر آئے گا۔ اور خلق اللہ کی خدمت جو اس نے خدا کی محبت میں ہو کر کی جس کا محرک ایمان اور اعمالِ صالحہ کی خواہش تھی وہ بہشت کے درختوں اور نہروں کی طرح متمثل ہو کر دکھائی دے گی۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۶۹)

اخبار احمدیہ

-○ ربوہ ۲۴ تبلیغ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت و سلامتی کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

-○ ربوہ ۲۴ تبلیغ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر ہے۔ احباب جماعت حضرت سیدہ مدظلہا کی صحتِ کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

-○ ربوہ ۲۴ تبلیغ۔ حضرت سیدہ اُم مظفر احمد صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت پہلے جیسی ہی ہے۔ رات کو بے چینی اور گھبراہٹ کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

-○ لاہور۔ عزیز جعفر احمد خاں سلمہٗ ابن محترم نواب زادہ عباس احمد خان صاحب کی عام حالت تو پہلے سے بہتر ہے۔ لیکن زبان تا حال بند ہے۔ بات بالکل نہیں کر سکتے۔ احباب جماعت دردِ دل کے ساتھ دعاؤں میں لگے رہیں کہ ہمارا قادر و شافی خدا عزیز موصوف کو اپنے فضل سے صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اور پوری صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا کرے۔ آمین! اللّٰھُمَّ آمین

-○ مکرم ڈاکٹر ایس ایم عبداللہ صاحب، گورنمنٹ ورکس وزیر آباد بیمار ہیں اور شفاخانہ علاج سیالکوٹ میں مقیم ہیں۔ قارئین کرام دعا فرما دیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کو اپنے فضل و کرم سے جلد سے جلد صحت یاب فرمائے۔ آمین

(دلیل المسلمان اول تحریک جدید ربوہ)

نئے سال کا لائحہ عمل

امید ہے نئے سال کا لائحہ عمل جملہ زعمائے کرام مجالس انصار اللہ کی خدمت میں پہنچ چکا ہوگا۔ اور اس کی روشنی میں کام شروع کر دیا ہوگا۔ خدا کرے کہ اس سال ہمارا قدم نمایاں طور پر آگے بڑھے اور اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اس رنگ میں ہمارے شامل حال ہو جائے کہ ہم اس کی مخلوق کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے والے بن جائیں وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم۔

(قائد ایثار مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

سعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کی

خطبہ جمعہ

حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری تبلیغ و تربیت کے میدان میں بے نفس خدمت کرنے والے بزرگ تھے

غلبۂ اسلام کی مہم میں وسعت پیدا ہو رہی ہے اس لئے ہمیں حضرت حافظ صاحب جیسے ہزاروں فدائیانِ اسلام کی ضرورت ہے

صحیح معنوں میں مربّی بننے کیلئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک نورِ فراست اور دوسری گدازِ دل۔

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۰ صلح ۱۳۴۸ ہش بمقام مسجد مبارک ربوہ

مرتبہ :۔ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہماری جماعت کے ایک اور سردار

(حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری رضؓ) کل ہم سے جدا ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ایک بے نفس خدمت کرنے والے بزرگ تھے جنہوں نے بیماری کی حالت میں بھی بظاہر ایک مختصر سی دنیا میں جو ان کے ایک کمرے پر مشتمل تھی تبلیغ اور تربیت کا ایک وسیع میدان پیدا کر دیا تھا۔ آخر وقت تک آپ کا ذہن بالکل صاف اور حافظہ پوری طرح کام کرنے والا رہا اور آپ اس قدر تبلیغ کرنے والے اور اس رنگ میں تربیت کرنے والے بزرگ تھے کہ ہماری جماعت میں کم ہی اس قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ یعنی ہم نے اپنا سب کچھ

اللہ تعالیٰ کے حضور

پیش کر دیا ہے۔ ہم سارے کے سارے اسی کے لئے ہیں۔ ہماری زندگی کے لمحات، ہمارے اموال، ہماری خواہشات، ہمارے جذبات، ہمارے آرام سب کچھ اسی کے حضور پیش ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ایک دن ہم اس کے حضور پیش ہوں گے تو وہ ہماری ان حقیر کوششوں کی بہترین جزا دے گا۔ اللہ کرے کہ ہمارے اس بزرگ بھائی کو جو اپنے آقا کے پاس پہنچ گیا ہے احسن جزا ملے اور خدا کرے کہ ہم بھی (اس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی) اس کے فضلوں کے وارث بنیں۔

حضرت حافظ مختار احمد صاحبؓ کی وفات پر

میں نے بہت دعا کی کہ اے میرے رب غلبۂ اسلام کی جو مہم تو نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جاری کی ہے اس کی سرحدوں میں وسعت پیدا ہو رہی ہے۔ ہمارے کام بڑھ رہے ہیں اور ہماری ضرورتیں زیادہ ہو رہی ہیں۔ ہمیں حضرت حافظ صاحبؓ جیسے ایک نہیں۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں فدائی اور اسلام کے جانثار چاہئیں تو اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دے کہ یہاں اور جس قدر اسلام کی ضرورت تقاضا کرے تیرے فضل سے اسلام کو اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تیرے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فدائی ملتے رہیں تا تکمیلِ اشاعتِ ہدایت یعنی اسلامی شریعت کی اشاعت کی تکمیل کا جو زمانہ آج پیدا ہوا ہے اور زمانہ کے تقاضوں کو جماعت پوری کرتی رہے اور

اسلام ساری دنیا میں غالب آجائے

اور تمام قومیں اور تمام ملک اور ہر دل خدائے واحد یگانہ رب رؤف و رحیم کو پہچاننے لگے اور اس کی محبت ان کے دل میں پیدا ہو جائے اور وہ جو اس محبت کو قائم کرنے کے لئے سب سے اچھے سامان لیکر آیا اور

دنیا کا محسنِ اعظم

ٹھہرا اس کی محبت اور اس کے لئے شکر کے جذبات بھی انسانیت کے دل میں پیدا ہوں تاکہ وہ اس طرح اپنے رب کے فضلوں کو زیادہ سے زیادہ پا سکے۔

اس موقعہ پر میں نے ایک ضرورت کا بھی اظہار کیا ہے۔ یعنی غلبۂ اسلام کی مہم کی سرحدوں پر ایسے فدائیوں کی ضرورت ہے جو اپنا سب کچھ قربان کر کے اور مثالی زندگی گزارتے ہوئے اسلام کی خدمت میں مشغول رہیں۔ میں اپنے مربّی بھائیوں کو آج اسی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ کی نگاہ میں

صحیح مربّی بننے کے لئے دو بنیادی چیزوں کی ضرورت

ہے۔ ایک نورِ فراست دوسرے گدازِ دل۔ قرآن کریم نے یہ دعوے بھی کیا ہے کہ میں عقل کے نقص کو دور کرنے والا اور اس کو کمال تک پہنچانے والا ہوں اور اس کی جو خامیاں ہیں وہ میرے ذریعہ دور ہونے والی ہیں اور اس کے اندھیرے میرے ذریعہ روشن ہونے والے ہیں۔ نیز قرآن کریم نے یہ دعوے بھی کیا ہے کہ میرے نزول کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ گداز دل پیدا کئے جائیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۂ یوسف میں

فرماتا ہے :-

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (آیت ۳)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ قرآن کریم کو نازل کرنے اور ایک ایسی کتاب بنانے میں جو اپنے مضامین کو کھول کر بیان کرتی ہے۔ ایک حکمت یہ ہے کہ انسان اپنی عقل سے صحیح کام لے سکے یعنی عقل میں جو فی نفسہٖ ایک بنیادی خامی ہے کہ آسمانی نُور کے بغیر اندھیروں میں بھٹکتی رہتی ہے اس خامی کو قرآنِ کریم دُور کرے۔ جس طرح ہماری آنکھ باوجود تمام صلاحیتوں کے اور دیکھنے کی سب قوّتیں رکھنے کے اپنے اندر یہ نقص بھی رکھتی ہے کہ وہ خود دیکھنے کے قابل ہے ہی نہیں۔ جب تک بیرونی روشنی اُسے میسّر نہ ہو۔

ہر شخص جانتا ہے

کہ ہماری آنکھ دیکھتی ہے لیکن وہ اندھیروں میں نہیں دیکھتی۔ ایسے وقت میں جب رات ہو اور بادل چھائے ہوئے ہوں تو ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا۔ آنکھ کے قریب ترین ناک ہے اندھیرے میں وہ اُسے بھی نہیں دیکھ سکتی۔ انگلی اس کے قریب لے آؤ تو اس اندھیرے میں وہ اُسے بھی نہیں دیکھ سکتی۔ غرض باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھنے کی سب صلاحیتیں اس میں رکھی ہیں اسے ایک قید میں بھی جکڑا ہے اور فرمایا ہے کہ سُورج کی روشنی کے بغیر یا بیرونی روشنی کے بغیر تمہاری قوّتیں ظاہر نہیں ہوں گی۔ اس قید میں مقیّد کر کے اللہ تعالےٰ نے ساری قوّتیں اُسے عطا کر دیں۔ اسی طرح عقل صحیح کام نہیں دے سکتی۔ وہ اس وقت تک اندھیروں میں بھٹکتی رہتی ہے جب تک کہ آسمانی نُور اور روشنی اُسے عطا نہ ہو۔ سورہ یوسف کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ

عقل کے استعمال کے سب سے روشن سامان

قرآنِ کریم کے ذریعہ نازل کر دیئے گئے ہیں۔ اگر بنی نوع انسان نے اپنی عقلوں سے صحیح فائدہ اُٹھانا ہو۔ بہترین فائدہ اُٹھانا ہو تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ عقل کے لئے قرآنِ کریم کے انوار مہیّا کریں۔ تب ان کی عقلیں منوّر ہو کر صحیح طور پر کام کر سکیں گی۔

یہ صحیح ہے کہ دُنیا میں دُنیوی طور پر ایک حد تک عقل کام کر رہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعویٰ قرآنِ کریم میں کیا ہے اس پر اس وجہ سے کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا اس لئے کہ قرآنِ کریم ہی کے کچھ حصّے پہلے انبیاء کو دیئے گئے تھے۔ ان حصّوں نے انسانی عقل میں ایک جلاء پیدا کی یہ جلاء دُنیوی طور پر انسان کے ساتھ رہی۔ گو روحانی طور پر یہ جلاء اور روشنی انسان سے اگر وہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی تعلیم پر عمل نہ کرے چھین لی جاتی ہے۔ بہرحال عقل نے ترقی کی۔ اس نے ارتقاء کی ایک منزل طے کر لی اور دُنیوی لحاظ سے وہ پہلے کی نسبت بہتر ہو گئی (دینی لحاظ سے اس کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہدایت پر وہ چلتی رہے) پھر ایک کے بعد دوسرا نبی آیا اور دُنیوی عقل نے اَور ترقی کی۔ پھر اَور ترقی کی۔ پھر اَور ترقی کی۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آ گیا اور قرآن کریم کا نزول ہوا جو اس عالمین کے لئے اور انسانی عقل کے لئے تمام اندھیروں کو دُور کرنے والا نُور ہے۔ قرآنِ کریم کے نزول کے وقت دنیوی عقل پہلے انبیاء کی ہدایتوں کے نتیجہ میں ایک حد تک مدارج ارتقاء طے کر چکی تھی لیکن وہ پھر بھی اس کا کمال نہیں تھا۔ دنیوی لحاظ سے بھی قرآنِ کریم کی لائی ہوئی روشنی میں انسانی عقل نے ترقی ہے جیسا کہ پچھلے چودہ سَو سال میں

انسانی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے

کہ آجکل یورپ میں جو دُنیوی علوم ترقی یافتہ شکل میں ہمیں نظر آتے ہیں ان تمام علوم کی بنیاد ان بنیادی مسائل اور پیچیدگیوں کے حل ہونے پر ہے کہ جو بنیادی مسائل مسلمانوں نے معلوم کئے اور جن پیچیدگیوں کو مسلمانوں نے دُور کیا اسی بنیاد پر یورپ کے فلسفہ اور سائنس کی عمارت کھڑی ہوئی ہے۔

غرض دُنیوی لحاظ سے وہ عقل چھینی نہیں جاتی بلکہ انسان ترقی کرتا رہتا ہے اور اس نے ترقی کی ہے لیکن بہرحال ایک جگہ آ کر اُس نے رُک جانا تھا کیونکہ پھر اَور مضبوط بنیادوں کی ضرورت ہو گی جن پر زیادہ بلند ہونے والی دُنیوی عمارتیں کھڑی کی جا سکیں۔ یہ مضبوط ترین بنیاد قرآن کریم نے کھڑی کی۔ اور یہ اکمل اور اعلیٰ نُور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انسانی عقل کو عطا کیا۔ یہ وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو بھی بڑی وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا کہ قرآن کریم کے کچھ نئے علوم سکھائے جائیں گے اور دُنیوی عقلوں کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل تیز کیا جائے گا اور پھر انسان دُنیوی لحاظ سے اَور بھی ترقی کرے گا لیکن اس وقت میں دنیوی عقل کے متعلق بات نہیں کر رہا یہ بات ضمناً آ گئی ہے۔

میں اپنے مربّیوں کو اس طرف متوجّہ کرنا چاہتا ہوں

کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم کے نزول کا مقصد ہی یہ ہے کہ انسانی عقل کو تیز کیا جائے اور ایک مربّی کی ذمہ داری دو طرح سے عقل کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ ایک اس طرح کہ اس کی اپنی عقل اندھیروں میں بھٹکتی نہ پھرے بلکہ روشنی میں چلنے والی ہو۔ اور دوسرے اس طرح کہ اس نے خود اپنی ذات ہی کو منوّر نہیں کرنا بلکہ اسلام کے نُور کو غیر تک بھی پہنچانا ہے۔ اس کے لئے بھی قرآنِ کریم نے بہت سے انوار ہماری عقل کو عطا کئے ہیں۔ مثلاً قرآنِ کریم نے فرمایا ہے کہ ہم نے اس کتاب میں آیات کو مختلف طریقوں سے اور پھر پھر کر بیان کیا ہے (صَرَّفْنَا) تا لوگ ہماری آیات کو سمجھیں۔ اس میں ہمیں اور خصوصاً ایک مربّی کو یہ بتایا گیا ہے کہ ہر انسان ہر دلیل کو سمجھنے کا اہل نہیں ہوتا۔ اس کی اپنی انفرادیت ہے اپنی ایک دُنیا ہے۔ اس کے جذبات ہیں۔ اس کی عقل ہے۔ اس عقل کی تربیت ہے۔ اس کا علم ہے۔ اس کا ماحول ہے اس کی عادتیں ہیں۔ اس کا ورثہ ہے۔ اور اس قسم کی بے شمار ایسی چیزیں ہیں جو اس پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔ بعض دلائل کو اس کی طبیعت قبول نہیں کرتی لیکن بعض دوسری دلیلوں کو اس کی طبیعت مان لیتی ہے اور ان سے متاثر ہوتی ہے۔ غرض قرآنِ کریم نے جو دلائل کو پھر پھر کے بیان کیا ہے وہ اس لئے ہے کہ مربّی کو ہر طبیعت کے مطابق دلیل مل جائے اور وہ اس سے فائدہ اٹھائے گویا ایک مربّی کا یہ فرض ہوا کہ اوّل وہ ہر طبیعت کے مطابق بات کر رہا ہو۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کی طبیعت دیکھ کر اس سے بات کرنی چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ وہ قرآن کریم کے اُوپر عبور رکھتا ہو۔ قرآنِ کریم نے مختلف طبائع کے لحاظ سے جو دلائل ایک مربّی کے ہاتھ میں دیئے ہیں ان کو

وہ جانتا ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ فلاں شخص کی طبیعت ایسی ہے اور اس طبیعت کے لئے فلاں دلیل زیادہ مؤثر اور زیادہ کارگر ہو سکتی ہے۔

پس اگر کسی شخص نے

خدا تعالیٰ کی نگاہ میں حقیقی مربّی

بننا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآنِ کریم کی روشنی سے اپنے لئے نورِ فراست اور عقل کی روشنی حاصل کرے اور قرآنِ کریم سے انتہائی محبت کرے۔ وہ قرآنِ کریم کا مطالعہ کرنے والا ہو۔ قرآنِ کریم کو غور اور تدبّر سے پڑھنے والا ہو۔ قرآنِ کریم سیکھنے کے لئے دعائیں کرنے والا ہو اور قرآنِ کریم کو سکھانے کے لئے بھی دعائیں کرنیوالا ہو تاکہ دُنیا اپنی کم عقلی کی وجہ سے اور اپنی اس عقل کے نتیجہ میں جس میں اندھیروں کی آمیزش ہوتی ہے خدا تعالیٰ کے غضب کو مول لینے والی نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ یونس میں فرمایا:۔

وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ (آیت ۱۰۱)

یعنی جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے اور اپنی عقل کو اس نُور کی روشنی کی تاثیر سے متاثر نہیں کرتے جو قرآنِ کریم کے ذریعہ نازل کی گئی ہے ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جاتا ہے۔ غرض ایک مربّی نے اپنے آپ کو بھی اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچانا ہے اور دُنیا کو بھی۔ بنی نوع انسان کو بھی اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچانا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہ اس نُور سے وافر حصّہ لینے کی کوشش کرے جو قرآنِ کریم عقل کو دیتا ہے اور دعاؤں میں مشغول رہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہ دعا مانگتا رہے کہ اُسے بھی اور دُنیا کو بھی اپنی کم عقلی اور اندھیروں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا غضب نہ ملے بلکہ اللہ تعالیٰ اُسے بھی عقل دے اور قرآنی انوار عطا کرے اور دُنیا کو بھی سمجھ دے اور اُسے قرآنی انوار دیکھنے کی توفیق عطا کرے تاکہ وہ اس کے غضب کی بجائے اس کی محبّت حاصل کرنیوالے ہوں۔

مربّی کا ایک بڑا کام

جماعتی اتحاد اور جماعتی بشاشت کو قائم رکھنا ہے۔ قرآنِ کریم کہتا ہے کہ جو نُور میں عقل میں پیدا کرتا ہوں اُسی کے نتیجہ میں قومی یکجہتی قائم رکھی جا سکتی ہے جیسا کہ سورہ حشر میں فرمایا:۔

تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ۔ (آیت ۱۵)

یہاں ویسے تو مضمون اَور ہے لیکن ایک بنیادی حقیقت بھی بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم انہیں ایک قوم خیال کرتے ہیں حالانکہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ قومی اتحاد اور قوم میں ایک مقصد کے حصول کے لئے بشاشت کا پیدا ہونا اس عقل کے ذریعہ سے ممکن ہے جسے خدا تعالیٰ کے قرآن اور اس احسن الحدیث کی روشنی عطا ہو جو اس نے ہمارے لئے نازل کی ہے۔ اگر عقل کو انوارِ قرآنی حاصل نہیں تو پھر عقل اس بنیادی مسئلہ کو بھی سمجھنے سے قاصر رہ جاتی ہے کہ

یکجہتی اور اخوّت اور اتحاد

کے بغیر قومی ترقی اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ پس ایک مربّی کا یہ کام ہے کہ وہ کوشش کر کے قرآنی نُور سے اپنی عقل کو منوّر کرے اور قرآنِ کریم نے جو اصول اور جو ہدایتیں اور جو تعلیم قوم میں بشاشت پیدا کرنے، محبّت پیدا کرنے اور اخوّت پیدا کرنے کے لئے دی ہیں انہیں سیکھے اور پھر ان کا استعمال کرے کیونکہ اس کی یہ ذمّہ واری ہے کہ جماعت میں بشاشت پیدا کرے۔ ہر احمدی کے دل میں یہ یقین ہو کہ میں خدا تعالیٰ کی آواز پہ لبیک کہتے ہوئے جماعتِ احمدیہ میں داخل ہوا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار ایسے فضل مجھ پر ہیں جو ان لوگوں پر نہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک نہیں کہا اور اس وجہ سے اُسے خدا تعالیٰ کا ایک شکر گزار بندہ۔ اپنی عقل سے کام لینے والا بندہ اور قرآنی انوار سے نُور لینے والا بندہ بن کر زندگی کے دن گزارنے چاہئیں۔

مَیں نے شروع میں اشارہ کیا تھا کہ قرآنِ کریم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میرا نزول اس لئے بھی ہے کہ مَیں گداز دل پیدا کروں جیسا کہ سورۃ الزمر کی چوبیسویں آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ

یعنی ہم نے اس احسن الحدیث کو۔ اس بہترین ہدایت کو یعنی اس قرآنِ کریم کو۔ اس کتاب کو جو متشابہ بھی ہے اور مثانی بھی ہے یعنی تمام صداقتوں کو اپنے اندر جمع بھی رکھتی ہے اور جس جس پہلی کتاب کی صداقت اس نے لی ہے اس سے وہ مشابہت رکھتی ہے اور اس کے علاوہ دیگر نہایت اعلیٰ مضامین اس کے اندر پائے جاتے ہیں جو پہلی کتب سماوی میں نہیں پائے جاتے تھے اور

اس کامل اور مکمل کتاب کے نزول کی ایک غرض

یہ ہے کہ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ الخ وہ لوگ جو اپنی فطری خشیت اللہ سے کام لیتے ہیں وہ حقیقی معنی میں قرآنِ کریم کے فیوض اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے گداز دل بن جائیں اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کی خشیت سے اور بنی نوع کی ہمدردی سے گداز ہو جائیں۔ فرمایا۔ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یہ قرآنِ کریم کی ہدایت ہے لیکن کوئی شخص اپنے زور سے اسے حاصل نہیں کر سکتا يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۔ دعا کرو کہ اس حسین ہدایت کو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں حاصل کرنے والے بن جاؤ اور اس کی برکتوں سے حصّہ لینے والے بن جاؤ۔

قرآنِ کریم کی ہر آیت اپنے اندر بڑے وسیع معانی رکھتی ہے لیکن اس وقت مَیں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ قرآنِ کریم کا نزول اس لئے بھی ہے کہ دلوں کو گداز کیا جائے اور فطرتِ انسانی کے اندر جو خشیت اللہ کا جذبہ رکھا گیا ہے اس کی ترقی اور ارتقاء کے سامان پیدا کئے جائیں۔ جس طرح آنکھ بغیر بیرونی روشنی کے دیکھ نہیں سکتی۔ جس طرح عقل بغیر انوارِ آسمانی کے ناقص رہ جاتی ہے اور وہ اپنے کمال کو حاصل نہیں کر سکتی اسی طرح دل بھی وہی دل (قلبِ سلیم) ہے کہ جو قرآنی برکات سے اللہ تعالیٰ کی خشیت اس رنگ میں اپنے اندر رکھتا ہو جس رنگ میں کہ خدا چاہتا ہے کہ وہ خشیت اللہ سے کام لے۔

سورۃ الحج میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ۔ (آیات ۳۵، ۳۶)

یعنی تمہارا خدا اور معبود خدائے واحد و یگانہ ہے اس لئے (اَسْلِمُوْا) اپنا سب کچھ اس کے حضور پیش کر دو اور اس کے حضور اس طرح اپنی گردن کو جھکا دو جس طرح ایک بکرا قصاب کی چھری کے سامنے مجبور ہو کر اپنی گردن جھکا دیتا ہے۔ تم طوعاً اور بشاشت کے ساتھ اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنے والے

بن جاؤ۔ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ اور ہم اس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ان لوگوں کو اپنے انعامات کے حصول کی خوشخبری دیتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنیوالے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی وہ کرتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے تو اس کا دل کانپ اُٹھتا ہے۔ اس کا دل گداز ہو جاتا ہے۔ جس کا دل صحیح معنی میں اور حقیقی طور پر گداز نہیں وہ محبت اور عاجزی کرنیوالا نہیں بن سکتا۔ اور جو عاجز نہیں جو مُخبت نہیں وہ اسلام کے تقاضوں کو پُورا نہیں کر سکتا۔ اور جو مسلمان نہیں وہ خدائے واحد و یگانہ کی پرستش نہیں کرتا۔

پس

ایک مربّی کو دوسروں کی نسبت زیادہ گداز دِل ہونا چاہیئے

اسی لئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ ہماری اس شریعت کی حفاظت کا کام تمہارے سپرد کیا گیا ہے۔ اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے تو اس دعویٰ کا جو تقاضا ہے اسے پُورا کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۝ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ (ق۔ آیات ۳۳-۳۴)

یعنی میرا یہ وعدہ ہے کہ اس دنیا میں بھی جنّت بعض لوگوں کے اس قدر قریب کر دی جائیگی کہ وہ اس دنیا کی حسوں کے ساتھ اُسے محسوس کرنے لگیں گے۔ اور میرا یہ وعدہ ان لوگوں کے لئے ہے جو میرے حضور جُھکتے ہیں۔ اوّاب ہیں اور (حَفِيْظٍ) وہ صرف مُنہ کے دعویٰ سے شریعت کی حفاظت کرنیوالے نہیں بلکہ وہ صحیح طور پر اور حقیقی معنی میں شریعت کی حفاظت کرتے ہیں۔ جہاں تک ان کی زندگی کا تعلق ہے وہ شریعت پر عمل کر کے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور جہاں تک دوسروں کا تعلق ہے وہ معروف کا حکم دے کر اور منکر سے روکنے کے ساتھ شریعت کی حفاظت کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شریعت کی حفاظت وہی شخص کر سکتا ہے (مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ) جسے رحمان خدا اس کی کسی خوبی یا عمل کے نتیجہ میں نہیں بلکہ محض بخشش اور عطا کے طور پر ایک گداز اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور اس کی عظمت کو پہچاننے والا دِل عطا کرتا ہے۔ اور خشیت کا یہ دعویٰ محض ایسا دعویٰ نہیں جو صرف لوگوں کے سامنے کیا جائے بلکہ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ اس کی تنہائی کی گھڑیاں اور اس کا باطن اس کے ظاہر کو اور اس کے ان لمحات کو جو وہ اجتماعی طور پر گزارتا ہے جُھٹلاتا نہیں۔ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ جس طرح اجتماع میں۔ لوگوں سے میل ملاقات اور معاشرہ کی ضروریات پُورا کرتے وقت وہ اپنے دل کی خشیت کو اپنے عمل سے ظاہر کرتا ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ تنہائی کی گھڑیوں میں اپنے رب کے حضور اس کی عظمت کا اقبال کرتے ہوئے اور اس کے جلال کا احساس رکھتے ہوئے وہ اس کی خشیت اپنے دل میں رکھتا اور اس کے مطابق اپنے رب کے حضور اوّاب بنتا ہے۔ یہ وہ قلب ہے جسے قلبِ مُنیب کہا جا سکتا ہے اور

یہ وہ قلبِ سلیم اور قلبِ مُنیب ہے

جو ایک مربّی کے دل میں دھڑکنا چاہیئے۔ اگر ایک مربّی کے دِل میں ایک قلبِ مُنیب نہیں دھڑکتا۔ اگر اس کا دل تنہائی کے لمحات میں بھی خشیت اللہ سے بھرا ہُوا اور لبریز نہیں۔ اگر اس کا دل تنہائی کی گھڑیوں میں بھی اور میل ملاپ کے اوقات میں بھی اللہ تعالیٰ کی خشیت کے نتیجہ میں بنی نوع کی ہمدردی میں گداز نہیں تو پھر ایسا شخص جو اس قسم کا دل رکھتا ہو حفیظ نہیں یعنی شریعت کی حفاظت کرنیوالا نہیں حالانکہ ہر مربّی کا یہ دعویٰ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے (نہ اپنی کسی خوبی کے نتیجہ میں) حفیظ ہوں میرے سپرد شریعت کی حفاظت ہے اور میں نے اپنی زندگی اس کام کے لئے وقف کر دی ہے لیکن اگر اس کا عمل ایسا نہیں۔ اگر اس کے اندر ریا پائی جاتی ہے۔ اگر اس کے اندر کبر پایا جاتا ہے۔ اگر اس کے اندر خدا تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی نہیں۔ ان کے ساتھ پیار نہیں۔ تعلق نہیں۔ اگر ان کی جسمانی اور رُوحانی تکلیف دیکھ کر اس کا دل تڑپ نہیں اُٹھتا۔ اگر ایسے وقتوں میں اس کا دِل گداز ہو کر اور خدا تعالیٰ کے حضور جُھک کر اپنے لئے اور ان کے لئے عاجزانہ طور پر بخشش اور بھلائی اور خیر کا طالب نہیں تو کیا ایسا دل حفیظ ہو سکتا ہے؟ نہیں۔ ایسا دل تو حفیظ نہیں۔ پس

اے میرے مربّی بھائیو

دل کو گداز رکھو اس معنی میں جس معنی میں کہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں (جن میں سے بعض کو میں نے اس وقت پڑھا ہے) حکم دیا گیا ہے۔ جس دل میں رحمان خدا کی خشیت نہیں اور جس دل میں یہ خشیت ظاہر اور باطن میں نہیں وہ دل مُنیب نہیں وہ قلب سلیم نہیں اور جو دل مُنیب و سلیم نہیں۔ تو جس سینہ میں وہ دھڑکتا ہے۔ جن رگوں میں وہ خون کا دوران کر رہا ہے وہ سینہ اور وہ دل اور وہ شخص اور اس کی قوّتِ عمل محافظ شریعت نہیں وہ مربّی نہیں۔ وہ خادم نہیں۔ وہ اپنے رب کا غلام نہیں۔ عبد نہیں۔ وہ اس کی صفات کا مظہر نہیں وہ تو خاکی جسم کا ایک لوتھڑا ہے جیسا کہ سؤر کے جسم کا ایک لوتھڑا یا کُتّے کے جسم کا ایک لوتھڑا ان کا دل ہوتا ہے۔ پس اپنے سینہ میں انسان کا مُنیب دل پیدا کرنے کی کوشش کرو اور حفیظ بننے کی کوشش کرو۔ اپنا دل خدا کے حضور ہر وقت گداز رکھو۔ تمہاری رُوح اس کے خوف سے۔ اس کی عظمت اور جلال کی خشیت سے پانی ہو کر اور پگھل کر اس کے حضور جُھک جائے اور اپنی تمام عاجزی کے ساتھ۔ انتہائی انکساری کے ساتھ تم اپنے بھائیوں کے سامنے ان کی ہمدردی اور غم خواری میں جُھکے رہو۔ تمہارا نفس بیچ میں سے غائب ہو جائے۔ یا تم ہمیں اللہ کی مخلوق کے خادم نظر آؤ یا تم اُسے اپنے خادم نظر آؤ۔ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے بندے۔ اس کی صفات کا اظہار کرنے والے ہو جاؤ۔ اس کی صفات کا مظہر بن جاؤ۔ جب دل گداز ہو جائے۔ جب عقلوں میں جلاء پیدا ہو جائے تبھی تم اپنی ذمہ داریوں کو نبھا سکتے ہو۔ تبھی تمہاری یہ خواہش پُوری ہو سکتی ہے کہ جو توفیق دین کی خدمت کی اور عبادت کی اللہ تعالیٰ نے جو رحمان ہے حافظ مختار احمد صاحبؓ کو دی وہی توفیق تمہیں بھی عطا کرے دین کو سینکڑوں نہیں ہزاروں ایسے حفیظ بننے والوں کی ضرورت ہے۔ پس جنہوں نے ابھی تک خود کو پیش نہیں کیا وہ آگے بڑھیں اور جو اپنے آپ کو پیش کر چکے ہیں وہ اپنے عمل سے آگے بڑھیں اور

خدا تعالیٰ کی نگاہ میں حفیظ بننے کی کوشش کریں

تب رحمان خدا انہیں ان کے اعمال کا بہترین ثواب دے گا اور ان کی پاک اور گداز نیتوں کا اجر بھی انہیں ملے گا۔ خدائے رحمان کی طرف سے خدا کرے کہ ہم پر ایسے ہی فضل نازل ہوں۔ خدا کرے کہ ہم میں سے ہر شخص ہی مربّی بن جائے اور ہر مربّی نُورِ فراست اور ایک گداز دل رکھنے والا بن جائے۔ خدا کرے کہ یہ جنّت جس کا وعدہ دیا گیا ہے ہمارے اتنی قریب ہو جائے کہ اس دُنیا میں بھی ہم اس کی خوشبو اور اس کی مٹھاس اور اس کی ٹھنڈک کو محسوس کرنے لگیں اور ایک اطمینان کے ساتھ ہم اس دُنیا سے گزریں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کے اَن گنت اور بے شمار فضل ہم پر اس دُنیا میں ہوتے رہے ہیں اُس زندگی میں بھی اس کے فضل بے شمار اور اَن گنت ہی ہوتے رہیں اور اس کے غضب کی جہنّم میں ہمیں نہ دھکیلا جائے ؂

خطبہ عید الاضحیٰ

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو خدا تعالیٰ کی خاطر قربان کرنا چاہا

لیکن

خدا تعالیٰ نے اسے ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا

یہ عید ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ دنیا میں وہی قومیں ترقی کر سکتی ہیں جو عملاً قربانی کرنے کی عادی ہوں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

فرمودہ ۳۰ مئی ۱۹۲۸ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

یہ عید

قربانی کی عید

ہے۔ اس موقعہ پر قربانیاں کی جاتی ہیں اور یہ عید یادگار ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ایک فعل کی۔ جب انہوں نے خدا کے حکم کے ماتحت اپنے بچہ کو قربان کر دیا۔ میں نے جیسا کہ پہلے کئی دفعہ بیان کیا ہے میرے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فعل کہ انہوں نے اپنے بچہ کو چھری لے کر ذبح کرنا چاہا۔ یہ عید درحقیقت اس کی یادگار نہیں ہے۔ اگر یہ اس کی یادگار ہوتی تو یہ واقعہ چونکہ شام کا ہے اس کی یادگار کے طور حج شام میں ہوتا کسی فعل کی یادگار قائم رکھنے کا بہترین ذریعہ یہی ہوتا ہے کہ اسی جگہ جہاں واقعہ ہوا ہو یادگار بنائی جائے۔ باقی علاقوں میں بھی بے شک مگر اصل اور بڑا مقام وہی ہو جہاں واقعہ ہوا ہے۔

پس اگر یہ عید اس عملی طور پر چھری پھیرنے کے لئے تیار ہو جانے کے نتیجہ میں ہوتی جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بچہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن پر علاقہ میں رکھی تھی تو اس عید کا اصل مقام اور حج کا مقام شام ہوتا نہ کہ حجاز۔ لوگ اکناف عالم سے وہاں جمع ہوتے اور اس جگہ جہاں یہ واقعہ ہوا تھا لٹتے ہو کر

خدا کی یاد

کرتے اور کہتے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس قدر عظیم الشان قربانی کی لیکن خدا تعالیٰ نے حج کے لئے مکہ قرار دیا۔ منیٰ کو قرار دیا۔ مزدلفہ اور عرفات کو قرار دیا۔ لیکن شام کے کسی مقام کو قرار نہیں دیا۔ پس میرے نزدیک اس کا تعلق اس قربانی سے نہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن پر عملی طور پر چھری پھیرنے پر آمادگی سے کی۔ پھر چھری پھیرنے کے لئے بیٹھ جانا اور چھری پھیر دینا ان دونوں باتوں میں بھی بڑا فرق ہے۔ جس وقت تک انسان

عملی قربانی

کر نہیں دیتا۔ اس کے دل کا حال اور ہوتا ہے۔ ممکن ہے آج بھی کوئی انسان اپنے بیٹے کی گردن پر چھری پھیرنے کے لئے آمادہ ہو اور چھری پھیرنے کے لئے اسے لٹا بھی دے۔ پھر چھری اس کی گردن تک بھی لے جائے مگر ممکن ہے اس کا ہاتھ کانپ جائے اور وہ رک کر ہٹ جائے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری لی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو لٹایا مگر الہام ہوا کہ تیرا خواب پورا ہو گیا۔ جانے دے۔ چونکہ آپ نے چھری پھیری نہیں اس لئے اس مقام کو عملی قربانی کے مقام سے نسبت نہیں ہو سکتی۔

پس جیسا کہ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ بیان کیا ہے۔ اس عید اور رویا کا تعلق اس واقعہ سے نہیں بلکہ اس سے ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا آپ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایسی وادیٔ غیر ذی زرع میں پھینک دیا ہے جہاں نہ پانی ہے نہ کھانا اور چھری پھیرنے سے مراد ایسی وادی غیر ذی زرع میں ہی پھینکنا ہے۔ ان کی رویا کے یہی معنے تھے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام

خدا تعالیٰ کی محبت کے جوش میں

دفعی چھری پھیرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اگر خدا تعالیٰ کے ارشاد کا یہ مطلب ہوتا کہ چھری پھیرو اور پھر روک دیتا تو اس کے یہ معنے ہوتے کہ وہ خود ہی اپنے حکم کی نافرمانی سکھاتا ہے۔ وہ ایک کام کا حکم دیتا ہے گو اس کا منشاء وہ نہیں ہوتا۔ اور خدا تعالیٰ جیسی حکیم ہستی کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ ایک ایسا حکم دے جس کے متعلق وہ خود جانتا ہو کہ اسے پورا نہیں کراؤں گا۔ منشاء احکام خداوندی کے خلاف ہے۔ دراصل بات یہ تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعثت کے ابتدائی ایام میں جب دین دنیا سے مٹ چکا تھا۔ اس وقت انسانی قربانی ہوتی تھی اور انبیاء کا یہ طریق ہے کہ جب تک کسی امر کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم نہ آئے وہ قومی دستور کو جاری رکھتے ہیں اور چونکہ اس وقت کثرت سے انسانی قربانی ہوتی تھی۔ اس لئے آپ نے اپنی رویا کا یہی مفہوم سمجھا کہ اسمٰعیل کو ذبح کر کے قربان کرنا چاہیئے۔ مگر

منشاء الٰہی یہ تھا

جبکہ کچھ اور تھا اور وہ یہ کہ آپ ان کو ایک دن ایک ایسی جگہ چھوڑ آئیں گے جہاں چھوڑنا موت کے منہ میں دینے کے برابر ہوگا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم کا یہ خواب اس وقت پورا ہوا۔ جب وہ حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ کو اس جگہ چھوڑ آئے جہاں مکہ آباد ہوا۔ اور جہاں آج لوگ اس واقعہ کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔

یہ حضرت ابراہیمؑ کے خواب کا اصل منشاء تھا اور یہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنا تھا۔ کہ انہیں ایسی جگہ چھوڑ آئے۔ جہاں ایک مشکیزہ پانی اور تھوڑی سی کھجوروں کے سوا کھانے پینے کا کوئی سامان نہ تھا۔ کئی کئی میل تک کوئی آبادی نہ تھی۔ ایسی حالت میں چھوڑ آنا سو فیصدی موت کے منہ میں پھینک آنا کون کہہ سکتا تھا تھوڑا سا کھانا اور پانی ختم ہونے پر کچھ اور میسر آ سکے گا

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں ذبح کر دیئے میں کوئی دریغ نہیں کیا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ خدا نے انہیں پھر زندہ کر دیا۔

واقعہ اس طرح ہوا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فیصلہ کر لیا کہ

حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ

کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ آئیں تو وہ ایک مشکیزہ پانی کا اور کچھ کھجوریں ساتھ لے کر حضرت اسمٰعیل اور ان کی والدہ کو خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت وہاں چھوڑ گئے۔ لیکن محبت پدری اور خاوند بیوی کی محبت تو نہیں چھوڑی جا سکتی تھی۔ جب آپ واپس چلے تو مڑ مڑ کر پیچھے دیکھتے جاتے تھے۔ کیونکہ آپ بخوبی جانتے تھے کہ اس پانی اور ان کھجوروں کے ختم ہونے کے بعد ان کی بیوی اور ان کے بچہ کے لئے کھانے پینے کا کوئی سامان نہ ہوگا۔ حضرت ہاجرہؓ نے جب یہ دیکھا تو خیال کیا۔ ضرور کوئی بات ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ اور ہمیں کہاں چھوڑے جاتے ہیں۔ چونکہ یہ ایک دردناک موقعہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے منہ سے بات نہ نکل سکی۔ اور آپ نے تیز تیز چلنا شروع کیا۔ آخر حضرت ہاجرہ نے دریافت کیا۔ آپ ہمیں یہاں کس کے حکم سے چھوڑے جاتے ہیں تب انہوں نے کہا خدا تعالیٰ کی حکمت ہے۔ اس پر حضرت ہاجرہؓ نے کہا اگر خدا کے حکم سے چھوڑے جاتے ہیں تو وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ اور خدا تعالیٰ نے راہ میں اپنی اور اپنے بچہ کی قربانی کو قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی آزمائش کرنا چاہتا تھا پانی اور کھجوریں ختم ہو گئیں۔ نزدیک نہ کوئی بستی تھی اور نہ ہی ادھر سے کسی قافلہ کے گزرنے کا امکان تھا۔ حضرت اسمٰعیل بچے تھے۔ کوئی آٹھ برس کی عمر ہوگی۔ پیاس کے مارے تڑپنے لگے۔ حضرت ہاجرہؓ سے اپنے لخت جگر کی یہ حالت نہ دیکھی گئی اور بے قرار ہو کر صفا اور مروہ پہاڑیوں پر دوڑنے لگیں کبھی ایک پر چڑھ جاتیں اور کبھی دوسری پر چڑھ کر دیکھنے لگتیں کہ شاید کوئی قافلہ آ رہا ہو لیکن کوئی نظر نہ آتا۔ ایک پہاڑی سے اتر کر دوسری پر جانے تک چونکہ راستہ میں نیچی جگہ آتی اور وہاں سے حضرت اسمٰعیلؑ نظر نہ آ سکتے تھے۔ اس لئے وہ فاصلہ دوڑ کر طے کرتیں۔ تاکہ اونچی جگہ پر جا کر بچہ کو بھی دیکھ سکیں۔ کئی بار متواتر انہوں نے اسی طرح کیا۔ مگر کوئی صورت پانی ملنے کی نظر نہ آئی۔ آخر جب بہت بیقرار ہو گئیں تو آواز آئی۔ ہاجرہؓ جا اسمٰعیلؑ کے پاس جا۔ جب وہ حضرت اسمٰعیلؑ کے پاس آئیں تو دیکھا کہ چشمہ بہتا ہوا ہے۔ اس سے انہوں نے پانی پلایا۔ پانی ملنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے سامان پیدا ہو گئے کہ غریب کا ایک قافلہ راستہ بھول کر وہاں آ گیا۔ اس نے پانی پا کر آرام پایا۔ تو حضرت ہاجرہ کو کچھ تحائف دیئے۔ اور پھر اجازت لے کر وہاں ڈیرے ڈال دیئے اور معاہدہ کیا کہ آپ کی رعایا ہو کر یہاں رہیں گے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو گویا وہاں کا بادشاہ بنا دیا یہ ہے اصل واقعہ اور یہ تھا قربانی اور

عملی طور پر چھری پھیرنے کا مفہوم

اور اسی واقعہ کی یادگار میں آج کی عید ہے۔ اور لوگ وہاں جاتے ہیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ خدا تعالیٰ نے مزدلفہ منیٰ اور عرفات کو کیوں اس شرف کے لئے چنا۔ میرا خیال ہے کہ عرفات سامنے رکھی ہے۔ اور حضرت ابراہیمؑ اس راستہ سے ان کو چھوڑنے کے لئے شام سے آئے اور عرفات وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی تجلی ظاہر ہوئی اور مزدلفہ وہ مقام ہے جہاں آپ سے وعدہ کیا گیا اور اس قربانی کے بدلہ میں بہت بلند درجات عطا ہوں گے۔ مزدلفہ قرب پر دلالت کرتا ہے اور عرفات پر۔ منیٰ وہ مقام ہے جہاں حضرت ہاجرہؓ گھبرائی ہوئی پہنچیں اس جگہ شیطان کو روڑے مارے جاتے ہیں۔ چونکہ آپ گھبرائی ہوئی تھیں۔ مگر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ خدا کے حکم سے تم کو یہاں چھوڑے جاتا ہوں اور انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ تو گویا شیطان ہمیشہ کے لئے مار دیا گیا۔ یہ ساری جگہیں قربانی سے تعلق رکھتی ہیں۔ پس آج کے دن درحقیقت ہم اس بات کی یاد تازہ کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے لئے اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا۔ لیکن خدا نے اس کو زندہ کیا۔ اور ہمیشہ کے لئے اسے زندہ کر دیا اور دنیا میں اس کا نام روشن کر دیا۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے۔ کہ دنیا میں وہی قومیں ترقی کر سکتی ہیں جو عملاً قربانی کرنے کی عادی ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربان کیا۔ خدا تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا۔ کہ میں ہمیشہ کے لئے تیری ذریت کو قائم رکھوں گا۔ اور جس طرح آسمان کے ستارے گنے نہیں جا سکتے۔ اسی طرح تیری اولاد بھی گنی نہیں جائے گی۔ پھر جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو اس وادی غیر ذی زرع میں پھینک دیا۔ خدا تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں ان کی اولاد میں سے ایک شخص کو

جنت کا آخری وارث

بنایا۔ وادی غیر ذی زرع اس کو کہتے ہیں۔ جہاں سبزی نہ ہو۔ اور جنت اس مقام کا نام ہے جہاں سبزی ہی سبزی ہو۔ گویا مکہ اور جنت دو متضاد مقام ہیں۔ مکہ کی زمین ایسی شور ہے کہ بعض لوگوں نے وہاں باغ لگانے کی کوششیں کی ہیں اور اس کے لئے لاکھوں روپے خرچ کئے اور دوسروں ملکوں سے مٹی لا کر ڈالی ہے مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ یہ تو مکہ کی حالت ہے۔ اور جنت وہ جگہ ہے جہاں سایہ کی اتنی کثرت ہو کہ کبھی دھوپ نہ ہو۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو ایسی جگہ ڈال دیا جہاں سایہ تک نہ تھا تو خدا تعالیٰ نے کہا کہ میں تیری اولاد کو ایسی جگہ کا وارث کروں گا۔ جہاں کبھی دھوپ نہ ہوگی اور اب کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جب تک

حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد کی غلامی

نہ کرے اور ان سے جنت کی چابی نہ مانگے۔ حضرت اسمٰعیل کو وادی غیر ذی زرع میں اس جگہ کی وراثت عطا ہوئی۔ جہاں نہ کبھی دھوپ ہوتی ہے نہ خشکی اور یہ قربانی ہے جس کی یاد ہمیں دلائی گئی ہے۔ اور جس کی یاد تازہ رکھنے کے لئے ہم بکرے قربان کرتے ہیں۔ یہ قربانیاں عظیم الشان نشان ہیں۔ جن کے اندر بڑی بڑی حقیقتیں مخفی ہیں۔ جب تک ان کو پیش نظر نہ رکھا جائے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ دیکھو جس شخص سے محبت ہو اس سے مصافحہ کیا جاتا ہے جو محبت کے اظہار کا نشان ہے۔ اور اس کے معنی ہیں کہ دلوں میں باہمی کوئی کدورت نہیں۔ یہ سچی محبت کا اقرار ہوتا ہے لیکن اگر کوئی شخص ہاتھ تو ملائے مگر دل میں کدورت رکھے۔ تو اس مصافحہ کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ جو شخص محبت کے جذبات تو اپنے اندر پیدا نہ کرے لیکن مصافحہ کرے وہ بے ہودہ حرکت ہے۔ پس جس طرح محبت اور عفو کی علامت مصافحہ ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ سے محبت اور حقیقی قربانی کی ظاہری نشانی یہ بکرے کی قربانی ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قربانی بھی اسی شخص کی مفید ہو سکتی ہے۔ جو خدا کے لئے اور اس کی رضا کے حصول کے لئے اپنی جان و مال اور اولاد کی قربانی کرنے پر بھی آمادہ ہو اور جو خدا تعالیٰ کے لئے اس قربانی پر آمادہ نہیں ہوتا۔ اس کے لئے کوئی عید نہیں وہ محض ظاہری شکل اختیار کئے ہوئے ہے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جو قربانی کی۔ یہ عید اس قربانی کی یادگار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک بیوی نے کہا۔ کہ اسمٰعیل کے یہاں رہنے سے فساد کا خطرہ ہے۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے اس کو مٹانے کے لئے قربانی کو قبول کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے

ہمیشہ کے لئے اس کو امن قائم کرنے والا

بنا دیا اور اس کی اولاد کے ذریعہ دنیا میں مذہب اسلام نازل کر کے اس کو ہمیشہ کے لئے امن قائم کرنے والا قرار دیا۔ اسلام کے معنے ہیں سلامتی اور اسلام سے تعلق رکھنے کا نام ایمان ہے جس کے معنی امن کے ہیں۔ چونکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ایک گھر کا فساد دور کرنے کے لئے قربانی کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ساری دنیا کا امن قائم کرنے والا بنا دیا۔

کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ایک شخص ۳۶۰ دن گوشت کھاتا ہے۔ یا کھانے کی کوشش کرتا ہے مگر اسے اسلام کی حالت اور غربت اور خدمت دین اور اسی روپیہ کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن جب ایک دن خدا کے لئے اسے کھانا پڑتا ہے۔ تو اسے دین کے راستہ میں خرچ کرنے کا خیال آتا ہے۔ جب اپنی خواہش سے کھاتا تھا اس وقت تو اسلام کی مصیبت بھولے ہوئے تھا۔ لیکن خدا کے حکم سے کھانا پڑا۔ تو خدمت اسلام یاد آ گئی۔ جب اپنا نفس کہتا ہے کہ گوشت کھاؤ۔ تو یہ ضرور کھاتا ہے۔ لیکن جب خدا تعالیٰ حکم دیتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ یہ اسراف ہے اسے کس طرح نیک خیال کہا جا سکتا ہے۔ یقیناً یہ وسوسہ شیطانی ہے۔

پس جس کو توفیق ہو وہ قربانی ضرور کرے اور لوگ عید کے دن کھائیں پئیں تاکہ ان کے دلوں سے بایوسیاں دور ہوں اور امنگیں پیدا ہوں اور خیال ہو کہ خدا تعالیٰ نے ان کے لئے کھانے پینے کے دن بھی مقرر کئے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس عید کی حقیقت کو سمجھیں۔ اور ہمیں ایسی قربانیاں کرنے کی توفیق دے۔ جس کے نتیجہ میں یہ عید حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی یادگار کے طور پر قائم کی گئی۔

عید الاضحیہ کے ضروری مسائل

(دارالافتاء ربوہ)

اسلام نے مسلمانوں کے لئے دو عیدیں مقرر کی ہیں ایک عید الفطر ہے جو رمضان کے گزرنے پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے دوسری حج کے دوسرے دن دسویں ذی الحج کو آتی ہے۔ اس کا نام عید الاضحیہ یعنی قربانیوں کی عید ہے یہ بڑی عید کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اس روز حج کی خوشی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی یاد میں دنیا بھر کے مسلمان اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر بجالاتے ہیں قربانیاں پیش کرتے ہیں اور حسب استطاعت خوشیاں مناتے ہیں

نماز عید کی تیاری اس سے بھی زیادہ اہتمام سے ہونی چاہیئے جتنی کہ جمعہ کیلئے تیاری کی جاتی ہے اس دن غسل کرکے اچھے کپڑے پہنے جائیں اور خوشبو استعمال کی جائے یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ انسان اس دن صاف ستھرا اور خوش باش نظر آئے۔ حسب توفیق اچھا کھانا پکایا جائے۔ عید الاضحیہ میں بہتر یہ ہے کہ عید کی نماز کے بعد کچھ کھایا جائے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا۔

عید کی نماز اگر کھلے میدان میں ادا کی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ دینی مظاہرہ کے علاوہ اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس سے جگہ کی تنگی کا سوال حل ہو جاتا ہے تاہم بڑی مسجد کے اندر نماز ادا کرنے میں بھی کوئی ہرج نہیں۔

نماز کا وقت نیزہ بھر سورج اوپر آجانے سے لے کر زوال آفتاب تک رہتا ہے۔ لیکن جلد نماز پڑھنا زیادہ ثواب کا موجب ہے اگر کسی وجہ سے پہلے دن اس وقت میں نماز نہ پڑھی جا سکے تو عید الاضحیہ کے دوسرے یا تیسرے دن تک اسی وقت میں یہ نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

عید کی نماز سنت موکدہ ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس میں مردوں کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی شامل ہوں۔ بلکہ عید گاہ میں وہ عورتیں بھی آئیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھنی۔ گو وہ نماز میں شامل نہ ہونگی لیکن خطبہ سننے اور دوسری دعاؤں میں حصہ لیں گی۔ یہ نماز صرف جماعت کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ اکیلے پڑھنا جائز نہیں۔ اور نہ ہی ایک عید گاہ میں دوسری بار جائز ہے۔ ایک جگہ میں ایک ہی دفعہ نماز عید ہوگی۔ جو شخص التحیات میں سلام سے پہلے امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائے۔ اس کی نماز عید ہو جائے گی۔ امام کے سلام کے بعد وہ اٹھ کر اپنی دو رکعتیں پوری کرے۔ اور ان میں حسب دستور تکبیریں بھی کہے۔

عید کی نماز کے لئے اذان اور اقامت نہیں کہی جاتی۔ اس کے پڑھنے کا یہ طریق ہے۔ کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھ کر سات تکبیریں کہی جائیں۔ امام بلند آواز سے اللہ اکبر کہے گا۔ اور مقتدی آہستہ ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ کانوں تک بلند کرکے سیدھے چھوڑ دیئے جائیں۔ ساتویں تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لئے جائیں اور امام قراءت شروع کر دے۔ پھر دوسری رکعت میں قراءت سے اسی طرح پانچ تکبیریں کہی جائیں گی۔

اگر امام بھول جائے اور یہ تکبیریں نہ کہے تو اس غلطی کے تدارک کے لئے سجدہ سہو کرنا ضروری ہوگا۔ لیکن اگر تکبیروں کی گنتی میں فرق پڑ جائے تو سجدہ سہو کرنا ضروری نہیں۔ نماز کے بعد امام عید کا خطبہ پڑھے گا۔ یہ خطبہ جمعہ کے خطبہ کی طرح دو حصوں میں پڑھا جاتا ہے۔ دونوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لئے بیٹھنا چاہیئے لیکن اگر ایک ہی دفعہ دونوں خطبے پڑھ دیئے جائیں۔ تب بھی جائز ہے۔

خطبہ چونکہ نماز عید کا ایک حصہ ہے۔ اس لئے اس کا سننا ضروری ہے اور مقتدیوں کو سنے بغیر نہیں جانا چاہیئے۔ خطبہ کے اختتام پر دعا کے بعد گھر جانا چاہیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ میدان عید سے واپسی کے وقت آپ دوسرا راستہ اختیار فرماتے۔ غالباً اس میں یہ حکمت ہے کہ چونکہ کسی قوم کا اجتماع یا تہوار اس کی شان و شوکت کے اظہار کا موجب ہوتا ہے۔ اسلئے جب مسلمان نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جائیں گے اور دوسرے سے واپس آئیں گے تو زیادہ لوگ انہیں دیکھ سکیں گے

عید الاضحیہ کی نماز کے لئے جاتے اور واپس آتے ہوئے تکبیریں کہنی چاہئیں رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ زینوا اعیادکم بالتکبیر کہ اپنی عیدیوں کو تکبیروں سے زینت دو۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

یہی تکبیریں نویں ذوالحجہ کی صبح سے لے کر تیرھویں کی عصر یعنی یوم الحج اور ایام تشریق میں نماز باجماعت کے بعد امام اور مقتدی سب بلند آواز سے کہیں عید الاضحیہ کی نماز کے بعد بھی تین دفعہ یہ تکبیر کہی جائے گی۔ اس کے علاوہ ان دنوں میں دوسرے اوقات میں بھی تکبیر و تحمید کرتے رہنا چاہیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت دستور تھا کہ جب مسلمانوں کی جماعتیں ایک دوسری سے ملتی تھیں تو تکبیر کہتی تھیں۔ مسلمان جب ایکدوسرے کو دیکھتے تو تکبیر کہتے اٹھتے بیٹھتے تکبیریں کہتے کام میں لگتے تو تکبیر کہتے۔

جیسا کہ اس عید کے نام سے ظاہر ہے یہ قربانیوں کی عید ہے اس موقعہ پر قربانی سنت موکدہ ہے جس شخص میں قربانی دینے کی طاقت ہو قربانی ضرور دے۔ قربانی کے جانور میں کوئی نقص نہیں ہونا چاہیئے وہ لنگڑا نہ ہو۔ بیمار نہ ہو۔ سینگ ٹوٹا ہوا نہ ہو۔ اگر مغز سلامت ہو اور خول اوپر سے اتر گیا ہو تو حرج نہیں۔ اسی طرح کان کٹا نہ ہو لیکن اگر اوپر سے تھوڑا سا کٹا ہوا ہو جیسے لوگ خوبصورتی کے لئے کر دیتے ہیں تو جائز ہے۔

قربانی دینے کیلئے مر بکرے چھترے کی عمر ایک سال اور دنبہ کی کم از کم چھ ماہ ہونی چاہیئے بشرطیکہ اچھے پلے ہوئے جانور ہوں دبلے اور لاغر نہ ہوں گائے کی عمر دو سال اور اونٹ کی پانچ سال ہونی چاہیئے۔

ایک خاندان کی طرف سے ایک بکرے یا دنبے کی قربانی کافی ہوتی ہے لیکن اگر کسی میں وسعت ہو تو زیادہ جانور بھی ذبح کئے جا سکتے ہیں۔

بکرے کی قربانی ایک آدمی کے لئے ہے اس میں اپنے کنبے کو بھی شامل کر سکتا ہے۔ گائے یا اونٹ میں سات آدمی شامل ہو سکتے ہیں۔ آئمہ کا خیال ہے کہ ایک حصہ ایک خاندان کے لئے کافی ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص غرباء کی طرف سے قربانی دینا چاہے تو یہ بھی موجب ثواب ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غرباء امت کی طرف سے ایک قربانی دیا کرتے تھے۔

جس شخص نے قربانی دینی ہو اسے چاہیئے کہ ذوالحج کی پہلی تاریخ سے لیکر قربانی کرنے تک حجامت نہ بنوائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا طریق عمل یہی تھا۔

قربانی نماز عید ادا کرنے کے بعد کرنی چاہیئے۔ اس سے پہلے ذبح کیا ہوا جانور قربانی شمار نہ ہوگا قربانی کا وقت عید کی نماز کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور ۱۲ ذی الحجہ کو ختم ہوتا ہے۔ بعض آئمہ کے نزدیک ۱۳ تاریخ کی عصر تک قربانی ہو سکتی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور کچھ بزرگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر انسان سفر پر ہو یا کوئی اور مشکل درپیش ہو اور وقت مقررہ پر قربانی نہ ہو سکے تو ذی الحجہ کے سارے مہینہ میں قربانی ہو سکتی ہے

قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں اگر کوئی کسی دوسرے سے ذبح کروا لے تب بھی قربانی ہو جاتی ہے تاہم اگر کوئی خاص عذر نہ ہو تو خود ذبح کرنا بہتر ہے۔

قربانی کے گوشت کے استعمال اور تقسیم پر کوئی پابندی نہیں جس طرح چاہیں استعمال کریں خود کھائیں دوسروں کو دیں اور غریبوں میں تقسیم کریں اگر کوئی سکھا کر محفوظ کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے۔ بہتر ہے ایک حصہ غرباء میں تقسیم کرے ایک اپنے لئے رکھیں اور ایک حصہ رشتہ داروں اور دوست احباب کو بھجوائیں۔

قربانی کی کھال کو بیچ کر اس کی قیمت اپنی ذات پر خرچ نہیں کی جا سکتی یہ رقم مرکز میں ارسال کر دینی چاہیئے

عہدے اور اقتدار آنی جانی چیزیں ہیں۔ پاکستان قائم و دائم رہیگا

قوم کے نام نشری تقریر میں صدر ایوب کا اعلان

صدر ایوب نے ۱۷ فروری کی شام کو ریڈیو پاکستان سے قوم سے جو خطاب فرمایا اس کا مکمل متن درج ذیل ہے۔

میرے عزیز ہموطنو! السلام علیکم۔

ہم ایک نازک دور سے گذر رہے ہیں۔ ایجی ٹیشن جنون کی شکل اختیار کر گئی ہے مجھے علم ہے کہ ہر محب وطن پاکستانی چاہتا ہے کہ ملک میں حالات معمول پر لائے جائیں اور دوبارہ امن و امان اور میل جول قائم کیا جائے

پاکستان میری زندگی بھر کا سرمایہ ہے۔ میں نے ہمیشہ اس کی خدمت کی ہے۔ میں یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی ایسی بات ہو جس سے ملک کی سلامتی خطرے میں پڑے۔ یا جس سے عوام کی ترقی میں کوئی رکاوٹ پڑے۔

مجھے اس بات کا علم ہے کہ میں موجودہ بحران کو ختم کرنے کے لئے آج جو فیصلہ کر رہا ہوں اس کا ہمارے مستقبل پر گہرا اثر پڑیگا میں نے ترقی اور خوشحالی اور قومی مقاصد کی تکمیل کے سوا مستقبل کا اور کوئی تصور نہیں کیا۔

میں نے ملک کو جو سیاسی نظام دیا اس کا مقصد پاکستان کے استحکام اور اسکے عوام کی ترقی اور خوشحالی کے سوا کچھ نہیں تھا۔ میرے دل میں کبھی بھی یہ خیال پیدا نہیں ہوا کہ میں اس نظام کے ذریعے زندگی بھر صدر کے عہدہ پر فائز رہوں۔

میرے قریبی ساتھی بھی جانتے ہیں کہ ۱۹۶۵ء کے صدارتی انتخابات کے بعد میں نے انہیں صاف صاف بتا دیا تھا کہ میں عہدہ کی موجودہ مدت کے بعد صدر نہیں رہنا چاہتا۔ میں نے انہیں کہہ دیا تھا کہ آئندہ انتخابات کے بعد کسی اور شخص کو صدر کا عہدہ سنبھالنا چاہیئے۔

ملک میں اس وقت موجودہ طریق انتخاب کے بارے میں جو بے اطمینانی موجود ہے۔ میں اس سے پوری طرح واقف ہوں۔ عوام بالغ رائے دہی کی بنیاد پر براہ راست انتخابات چاہتے ہیں۔ مجھے یہ بھی احساس ہے کہ پڑھا لکھا طبقہ محسوس کر رہا ہے کہ اسے نظر انداز کر دیا گیا ہے اور وہ اس بات کا خواہاں ہے کہ ملکی معاملات میں اسے زیادہ حصہ ملے

مشرقی پاکستان کے عوام بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ موجودہ نظام میں وہ برابر کے شریک نہیں ہیں اور یہ کہ انہیں اپنے صوبہ کے امور پر مکمل کنٹرول نہیں ہے یہ احساس بھی پایا جاتا ہے کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کو وہ اختیار حاصل نہیں ہیں جو ایک جمہوری نظام کے تحت انہیں حاصل ہونے چاہئیں نوجوان طبقہ موجودہ تعلیمی ماحول سے مطمئن نہیں ہے اور چاہتا ہے کہ اسکی مشکلات بلا تاخیر دور کی جائیں۔ صدر مملکت ہونے کی حیثیت سے میرا فرض ہے کہ ان مشکلات اور دشواریوں کو دور کروں۔ اسی مقصد کے لئے میں نے تمام اپوزیشن پارٹیوں اور آزاد سیاسی لیڈروں کو دعوت دی تھی کہ وہ کانفرنس میں شرکت کر کے ملک کی صورت حال اور ان تمام سیاسی مسائل پر جو لوگوں کے ذہن میں اٹھ رہے ہیں مجھ سے تبادلہ خیالات کریں۔

ہمیں یہ فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ اگر ہم ملک کا مستقبل محفوظ کرنا چاہتے ہیں تو ہم میں سے ہر ایک کا یہ قومی فریضہ ہے کہ وہ موجودہ صورت حال کا کوئی حل تلاش کرے۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ جمہوری مجلس عمل نے میری دعوت قبول کر لی ہے بعض دشواریوں کی وجہ سے کانفرنس ابھی شروع نہیں ہو سکی۔ میں ان دشواریوں کو دور کرنے کی کوشش کر رہا ہوں تاکہ تمام سیاسی پارٹیاں اور رہنما کانفرنس میں شرکت کر سکیں۔ اگر ہم ان مسائل کو عوام کی خواہشات کے مطابق حل کرنے میں ناکام ہو گئے تو ہم خدا کے سامنے جوابدہ ہوں گے اور تاریخ ہمیں ہرگز معاف نہیں کرے گی

میں ہر وقت اور ہر مشکل میں اللہ تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کرتا رہا ہوں۔ میں نے اپنے ایمان کی روشنی میں آج یہ اعلان کرنے کا فیصلہ کیا ہے کہ میں آئندہ انتخابات میں حصہ نہیں لونگا اور یہ فیصلہ آخری اور ناقابل تنسیخ ہے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی تمام شکوک و شبہات اور غلط فہمیاں دور ہو جانی چاہئیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ وہ ہماری رہنمائی کرے تاکہ ہم پھر اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہو جائیں۔ اور ملک میں امن و امان اور خوشحالی کا دور دورہ ہو۔

نوجوان طلباء کی اندوہناک موت سے مجھے بے حد دکھ ہوا ہے۔ میرے پیارے بچو اور بچیو! اطمینان رکھو کہ تمہارے مسائل اور تمہاری مشکلات پر پوری تیزی سے توجہ دی جا رہی ہے۔ تمہیں اب تعلیمی اداروں میں صورت حال بحال کرنی چاہیئے۔

میں نے بہترین انداز میں دن رات آپ کی خدمت کی ہے میں چاہتا ہوں کہ اب کوئی ایسا انتظام ہو جائے جس کے تحت ہم جمہوریت کی بہترین روایات کے مطابق آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرا سکیں تاکہ آپ نئے صدر کا انتخاب اپنی مرضی سے کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس اہم اور عظیم ذمہ داری کو حب وطن اور بصیرت کے تحت پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو انتظامات بھی کئے جائیں گے۔ قومی اسمبلی سے ان کی منظوری حاصل کی جائے گی تاکہ اقتدار کی منتقلی پر امن طور پر اور آئینی انداز میں ہو

خدانخواستہ اگر کسی وجہ سے اپوزیشن کے ساتھ ہمارا اتفاق رائے نہ ہو سکا تو میرے لئے صرف یہی راستہ ہوگا۔ کہ متذکرہ دشواریوں کو دور کرنے کے لئے میں اپنی آئینی تجاویز براہ راست آپ کے سامنے پیش کروں۔ آئین کے مطابق یہ تجاویز منظوری کے لئے قومی اسمبلی میں پیش کی جائیں گی۔ یہ کام کسی تاخیر کے بغیر کیا جائے گا۔ تاکہ آئندہ انتخابات پروگرام کے مطابق کرانے میں تاخیر نہ ہو۔

اب ہمیں ایک دوسرے کو معاف کر دینا چاہیئے اور گذشتہ باتیں بھول جانا چاہیئے۔ مجھے توقع ہے کہ ہم سب ایسا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت عطا کرے۔ آپ نے وطن عزیز کے لئے کوئی بھی قربانی دینے میں کبھی پس و پیش نہیں کیا۔ پاکستان کے استحکام اور سالمیت کا راز اسی میں پوشیدہ ہے

عہدے اور اختیارات آنی جانی چیزیں ہیں۔ مگر پاکستان ہمیشہ قائم رہے گا۔

(پاکستان پائندہ باد)

بدر رسوم کے خلاف جہاد

یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے بدر رسوم کے خلاف اعلان جہاد کے بعد محمد اسد اللہ قریشی (مربی سلسلہ) مقیم کوٹلی آزاد کشمیر نے لکھی ہے۔ خدام الاحمدیہ کوٹلی آزاد کشمیر نے اسے شائع کیا ہے۔ ۹۶ صفحات ۲۰×۲/۱۲ پر مشتمل اس کتابچہ میں تمام بدرسومات کے متعلق قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کی روشنی میں اسلامی تعلیمات واضح کی گئی ہیں۔ محترم قاضی محمد نذیر صاحب ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ نے اس کا مقدمہ تحریر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ احباب کرام اس کتابچہ کو خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لئے دیں۔ اس کا ایک ہزار نسخہ نظارت اصلاح و ارشاد کے شعبہ نشر و اشاعت نے بھی شائع کیا ہے۔

بدرسوم ہمارے معاشرہ میں لاشعوری طور پر گھستے چلے جا رہے ہیں۔ اس لئے ان کے خلاف جہاد کو تیز تر کرنے کی جو ضرورت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اسی سلسلے میں ایسے کتابچوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں شائع کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

ہر احمدی کے لئے اس کتاب سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔ قیمت واجبی صرف پچاس پیسے ہے۔ ۲۵ یا زائد منگوانے والوں کو صرف چالیس پیسے میں مل سکتی ہے۔ ملنے کا پتہ یہ ہے

۱۔ قائد مجلس خدام الاحمدیہ کوٹلی ضلع میرپور۔ آزاد کشمیر۔

۲۔ مہتمم نشر و اشاعت نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ

(مہتمم نشر و اشاعت نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ)

تریاق اٹھرا اٹھرا کے علاج کیلئے کورس ۵ روپے نورِ نظر اولاد نرینہ کیلئے کورس ۲۵ روپے خورشید یونانی دواخانہ جبروٹ ربوہ ٹیلیفون نمبر ۳۸

وصایا

ضروری نوٹ :- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اسلئے شائع کی جارہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر مفصل تفصیل سے ضرور آگاہ فرمائیں۔ (۲) ان وصایا کو جو نمبر دئے جارہے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دئے جائیں گے۔ (۳) وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال، سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۱۹۴۶۷

میں حاجی سعید ولد حاجی محمد رمضان صاحب قوم جٹ سیال پیشہ زمیندار عمر ۶۵ سال بیعت ۱۹۶۰ء ساکن چک ۹۰۷/۱۰ ضلع ساہیوال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹-۱۱-۶۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:

ا۔ زرعی اراضی ۹ کنال واقع تھوک آرا ۔ ۶۷۵۰ روپے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد :- حاجی محمد سعید بقلم خود

گواہ شد :- طفیل محمد لیکچرار گورنمنٹ کالج ساہیوال۔ گواہ شد :- محمد عاشق علی ولد ۱۹۴۶۶ ساہیوال۔

مسل نمبر ۱۹۴۶۸

میں شریفاں بی بی بیوہ منظور احمد صاحب مرحوم قوم جنجوعہ پیشہ خانہ داری عمر ۶۳ سال بیعت ۲۲ پیدائشی احمدی ساکن تزرگڑی ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹-۱۲-۶۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

ا۔ حق مہر وصول شدہ (خرچ ہوچکا ہے) ۔ ۳۰۰ روپے ۲۔ زیور طلائی وزنی ۳ ۱/۲ تولے ۔ ۵۵۰ روپے ۳۔ نقد ۱۰۰/- روپے ۴۔ گھر کا سامان ۵۰/- روپے۔ کل جائیداد ۱۰۰۰/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۶ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۶ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامتہ :- شریفاں بی بی بیوہ منظور احمد جنجوعہ

گواہ شد :- ملک محمد الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ تزرگڑی۔

گواہ شد :- میاں محمد عبداللہ ولد میاں اللہ دتہ صاحب۔

مسل نمبر ۱۹۴۶۹

میں زرینہ ممتاز زوجہ چوہدری خالد ممتاز قوم راجپوت منہاس پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳-۱-۶۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ ا۔ حق مہر بذمہ خاوند ۲۰۰۰/- روپے ۲۔ زیورات طلائی ۵ تولے ۸ رتی ۸۰۰/- روپے ۳۔ لیڈی واچ ۱۵۰/- روپے انعامی بانڈ ۸۰/- روپے

کل جائیداد ۳۰۳۵/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامتہ :- زرینہ ممتاز زوجہ چوہدری خالد ممتاز صاحب ربوہ۔

گواہ شد :- نعیم الرحمان طارق

گواہ شد :- خالد ممتاز ولد چوہدری فضل الٰہی صاحب فیکٹری ایریا ربوہ

شتقل اور بے سیم ہونیوالا جانوروں کا

مہلک اپھارہ

"اکسیر اپھارہ" کے صرف ایک پیکٹ سے منٹوں میں غائب ہوجاتا ہے۔ غیر مفید ثابت ہونے پر قیمت واپس کردینے کی رعایت

فی پیکٹ ۱/- درجن پر ۳۳٪ کمیشن دو درجن پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

ڈاکٹر رد احمد ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

سرمہ نور والوں کا

نورانی کاجل

آنکھوں کی خوبصورتی اور صفائی کے لئے بہترین تحفہ۔ فی شیشی سوا روپیہ

راولپنڈی میں احمد برادرز جنرل سٹور سٹلائٹ ٹاؤن

ربوہ میں

افضل برادرز گولبازار ربوہ

کراچی میں

سید غلام شاہ صاحب احمدیہ ہال

کوئٹہ میں حکیم محمد الدین صاحب شارع لیاقت اور عبدالرحمان خان صاحب طوغی روڈ کوئٹہ سے خرید فرمادیں۔

گھر کا چراغ

نرینہ اولاد کے لئے بہترین دوائی

مکمل کورس ۲۰/- روپے

طاقت کی دوائی

مایوس اور کمزور نوجوانوں کا زندگی بخش علاج

مکمل کورس

۳۰/- روپے

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ

سرمہ نور (رجسٹرڈ)

جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہوچکا ہے

ہمیشہ خریدتے وقت

شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ کا لیبل ملاحظہ فرما لیا کریں

فی تولہ ۲ روپے

ربوہ میں تمام بڑے جنرل سٹورز کوئٹہ میں حکیم محمد الدین صاحب شارع لیاقت اور عبدالرحمان خان صاحب طوغی روڈ اور لائل پور میں کریم میڈیکل سٹور سے مل سکتا ہے۔

ادویات ملنے کا پتہ **شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ ٹرنک بازار سیالکوٹ**

وقت کی پابند یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس عوام کی اپنی پسند

ٹائم ٹیبل	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷
روانگی از سرگودہا تا لاہور	۳-۳۰	۴-۳۰	۵-۳۰	۶-۳۰	۷-۱۵	۸-۰۰	۸-۴۵	۹-۳۰	۱۰-۳۰	۱۱-۳۰	۱۲-۱۵	۱-۰۰	۱-۴۵	۲-۳۰	۳-۴۵	۴-۳۰	۵-۳۰
روانگی از لاہور تا سرگودہا	۳-۰۰	۳-۵۰	۴-۵۵	۵-۴۰	۶-۲۰	۶-۳۰	۸-۱۰	۹-۱۰	۱۰-۲۰	۱۱-۱۰	۱۲-۴۰	۱-۳۰	۲-۳۰	۳-۱۰	۴-۲۰	۵-۵۰	۷-۲۰
روانگی از سرگودہا تا گوجرانوالہ	۴-۴۵	۹-۱۵															
روانگی از گوجرانوالہ تا سرگودہا	۹-۳۰	۲-۳۰															

ہمیشہ یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس کی آرام دہ بسوں میں سفر کیجئے۔ آپ کی خدمت کے لئے تجربہ کار خوش اخلاق اسٹاف کی خدمات حاصل ہیں

(محمد علی ظفر ایڈمنیجر)

ہمیشہ اپنی قابل اعتماد سروس

پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور

کی

آرام دہ بسوں میں سفر کیجئے

(منیجر)

حب اکھٹیر رجسٹرڈ امراض اٹھرا کی شہرہ آفاق دوائی تولہ ۲ روپے مکمل کورس اٹھرا ۲۰ روپے حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ ربوہ بالمقابل ایوان محمود

اعلانِ نکاح

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۲۸ دسمبر ۶۸ء بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب مسجد مبارک ربوہ میں از راہِ شفقت خاکسار کی دختر عزیزہ امۃ النصیر کے نکاح کا اعلان بہمراہ عزیزم مرزا طاہر احمد جوبلی انشورنس کمپنی ابن مکرم مرزا ناصر علی صاحب آف لاہور پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر فرمایا اور دعا فرمائی کہ یہ رشتہ ان خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور ان کی آئندہ نسلیں اسلام کی سچی خادم ہوں۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو دینی و دُنیوی لحاظ سے خیر و برکت کا موجب اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار محمود احمد ناصر انسپکٹر آف ورکس ریلوے
سیکرٹری فضلِ عمر فاؤنڈیشن راولپنڈی

اطفال الاحمدیہ کے اجلاس

اطفال الاحمدیہ کی تربیت اور علمی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ہر مجلس میں ہر ہفتہ یا پندرہ روز کے بعد اطفال کا ایک ماہانہ اجلاس منعقد کرے جس میں مقامی بزرگوں سے خطاب کرنے کی درخواست کی جائے اور خود اطفال کو بھی تقریر، مضمون یا نظم پڑھنے کا موقع دیا جائے۔

امید ہے کہ قائدینِ مجالس متعلقہ عہدیداران کے ذریعہ اس کام میں باقاعدگی پیدا کریں گے۔

(مہتمم اطفال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

قائدینِ مجالس رپورٹ کارگزاری بھجوائیں

ماہ صلح (جنوری) ختم ہو چکا ہے لیکن بہت تھوڑی مجالس کی رپورٹیں مرکز میں موصول ہوئی ہیں۔ قائدینِ مجالس کی خدمت میں گزارش ہے کہ ماہ صلح (جنوری) کی رپورٹ کارگزاری جلد مرکز کو بھجوا دیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفوس کرتی ہے۔

۲۸ فروری تک ۱۵ فیصد خاص رعایت سے فائدہ اُٹھائیں

زد جامِ عشق :- طاقت کے لئے مشہور و معروف دوا	رعایتی قیمت	۱۸-۰۰
معجون فلاسفہ :- مقوی اعضائے رئیسہ اور کثرتِ پیشاب کے لئے	فی پاؤ	۵-۰۰
حب مقوّی اعصاب :- فالج۔ لقوہ۔ اعصابی دردوں اور وجع المفاصل کیلئے۔		۴-۰۰
تریاق بواسیر :- خونی و بادی بواسیر کے لئے مجرّب دوا ہے۔		۵-۰۰
سرمہ حمید :- اشوب چشم۔ ککرے۔ ابتدائے موتیا اور ضعفِ بصر میں مفید ہے۔		۰-۷۵
فریگرنٹ انٹی پمپل کریم :- چہرے کے کیل اور پھنسیوں کے لئے بے حد مفید ہے۔		۳-۰۰
تریاقِ سلیمانی :- بدہضمی۔ تبخیر معدہ۔ ہیضہ۔ متلی۔ قے اور درد شکم کیلئے۔		۱-۰۰ / ۲-۰۰

المنار دواخانہ بالمقابل الکیمسٹ گولبازار ربوہ

نور کا جل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

خریدتے وقت

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

ملاحظہ فرمالیا کریں

ملتے جُلتے ناموں سے دھوکہ نہ کھائیں

مینجر خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

مرغی خانہ

وائٹ لیگھارن نسل کے سال بھر متواتر انڈے دینے والے چُوزے اور بٹھانے والے انڈے خلیل پولٹری فارم ربوہ سے حاصل کریں۔ چُوزے حاصل کرنے کے لئے جلد آرڈر بک کروائیں۔

ریٹ چُوزے ۱۵۰ روپے سینکڑہ بٹھانیوالے انڈے ۶/- روپے درجن (مینجر خلیل پولٹری فارم ربوہ)

قابلِ اعتماد سروس

سرگودہا سے سیالکوٹ

عباسیہ ٹرانسپورٹ کمپنی

کی

آرام دہ بسوں میں سفر کریں

الفضل

میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

تبلیغی و علمی مجلّہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

جس میں

قرآنی حقائق بیان کرنے کے علاوہ پادریوں اور دیگر مخالفینِ اسلام کے جواب دیئے جاتے ہیں غیر احمدی علماء کے اعتراضات کی تردید کی جاتی ہے جس کے ایڈیٹر مولانا ابو العطاء صاحب ہیں۔

سالانہ چندہ صرف ۶ روپے

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

ماہنامہ

تحریکِ جدید

ربوہ

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں اور غیر احمدی دوستوں کو پڑھائیں۔

سالانہ چندہ صرف ۲/-

(مینجر)

خُدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بواسیر کے بے شمار مریض "پائلز کیور" کے صرف چار کیپسول استعمال کر کے مکمل شفا حاصل کر چکے ہیں، تسلّی کے لئے نمونہ کی ایک خوراک اور تفصیلی پمفلٹ بلا ڈاک خرچ بالکل مُفت منگوائیں۔

مکمّل کورس ۱۰/-

کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ۳۵ کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

لائل پُور

میں اپنی نوعیّت کی واحد دکان جہاں سے آپ کو ہر قسم کا صوفہ کلاتھ، پردہ کلاتھ، سیٹ بستر، فرشی دریاں، کھیس، تولئے، جاء نماز تھوک و پرچُون مل سکتے ہیں۔

وسیم ٹیسٹری ہاؤس

چوک گھنٹہ گھر امین پور بازار لائلپور

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں!

ہمدردِ نسواں (حبوب اٹھرا) مرضِ اٹھرا کا بےنظیر علاج دواخانہ خدمتِ خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں۔ مکمل کورس ۲۰/- روپے

گزشتہ ہفتہ کی اہم جماعتی خبریں

۱۸ تبلیغ تا ۲۳ تبلیغ ۱۳۴۸ ہش

(۱) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عام طبیعت تو گزشتہ ہفتہ اچھی رہی تاہم ہلکے سر درد کی شکایت بھی رہی۔ احباب جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت و سلامتی کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

(۲) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲ تبلیغ کو مسجد مبارک ربوہ میں نماز جمعہ پڑھائی۔ حضور نے خطبہ جمعہ میں سورۃ حٰمٓ السجدہ کی آیت قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حصولِ رضائے الٰہی کے وسائل میں سے "استقامت" پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ حضور نے واضح فرمایا کہ آخر تک وفاداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے صحیح معنوں میں مستقیم بننے کے لئے صبر کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرنا اور بکثرت استغفار کر کے خدا سے استعانت چاہنا ضروری ہے۔ خواہ کتنے ہی مصائب کا سامنا کرنا پڑے۔ خواہ کتنی ہی مشکلات پیدا ہوں، خواہ کیسے ہی مہیب ابتلا پیش آئیں۔ ایک مومن کو کسی حال میں بھی خدا کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اسی کا نام استقامت ہے جس پر معرفت و محبت اور رضائے الٰہی کا حصول موقوف ہے۔

(۳) ۲۰ تبلیغ ۱۳۴۸ ہش مطابق ۲۰ فروری ۱۹۶۹ء کو یوم مصلح موعود کے موقع پر لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام ۹ بجے صبح مسجد مبارک میں وسیع پیمانہ پر جلسہ منعقد ہوا جس میں اہل ربوہ بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ صدارت کے فرائض محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ادا فرمائے۔ محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل، محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری، محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد اور خود صدر جلسہ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کر کے سیدنا حضرت مصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود باجود میں ان کے مہتم بالشان ظہور پر بہت عمدہ پیرائے میں روشنی ڈالی۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم قاری حافظ محمد عاشق صاحب نے کی۔ نیز جلسہ کے دوران مکرم صالح محمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیہ نظم "محمود کی آمین" کے بعض اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔ علاوہ ازیں مکرم محمد ادریس صاحب عاجز عظیم آبادی، مکرم نور محمد صاحب نسیم سیفی اور مکرم مبارک احمد صاحب عابد نے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ اقدس میں اپنا تازہ کلام پیش کیا۔ جلسہ پونے بارہ بجے دعا پر اختتام پذیر ہوا جو محترم مولانا ابو العطاء صاحب نے کرائی۔

(۴) جماعتِ احمدیہ سنگاپور کے مکرم حاجی ولید بن طالب صاحب، محترمہ فاطمہ بنت پوزی صاحبہ اور مکرم سید احمد صاحب حج بیت اللہ کی غرض سے سنگاپور سے روانہ ہوئے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان تینوں کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو اور انہیں حج کی جملہ برکات سے نوازے۔ آمین۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے رضیہ درد صاحبہ اور مکرم مسعود احمد صاحب بٹ ایم۔ ایس سی لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ کو ۳۱ جنوری ۱۹۶۹ء بروز جمعۃ المبارک دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت مقصود احمد نام رکھا ہے۔ نومولود حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد مرحومؓ کا نواسہ اور حضرت عبدالرحیم صاحب مرحوم جلد سازؓ کا پوتا ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا کرے اور اسے خدمتِ دین کی توفیق عطا فرما کر والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

(۶) محترمہ اہلیہ صاحبہ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری مرحومؓ لاہور سے مطلع فرماتی ہیں کہ ان کی ہمشیرہ (والدہ حکیم نور علی خان صاحب ۵۵ فلیمنگ روڈ لاہور) ان دنوں بہت شدید طور پر بیمار ہیں۔ کمزور بہت ہو گئی ہیں حتیٰ کہ اُٹھ بیٹھ بھی نہیں سکتیں غذا بھی برائے نام رہ گئی ہے۔ جملہ بہن بھائیوں اور بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

عید فنڈ

عید قربان قریب آ رہی ہے اس لئے کارکنانِ مال کو عید فنڈ کی وصولی کی طرف پوری توجہ کرنی چاہیئے۔ یہ چندہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے جاری ہے۔ پہلے عید فنڈ کی شرح ہر کمانے والے کے لئے کم از کم ایک روپیہ فی کس مقرر تھی لیکن موجودہ زمانہ کے معاشی حالات کے پیشِ نظر ایک روپیہ کی قدر بہت کم ہو گئی ہے کیونکہ ہر شخص کی آمد و خرچ میں اضافہ ہو چکا ہے اس لئے عید فنڈ کی شرح کو محض ایک روپیہ تک محدود رکھنا درست نہیں ہو گا۔ اس فنڈ میں احمدی احباب کو اپنی حیثیت کے مطابق حصہ لینا چاہیئے۔ یہ خوشی کا چندہ ہے اور ہماری اصل خوشی تو اشاعت اور قیام اسلام پر منحصر ہے۔ پس جہاں عید کی خوشیوں پر رقوم صرف کی جائیں، وہاں حقیقی خوشی کے حصول کے لئے ایک معتد بہ رقم عید فنڈ کی شکل میں خدمتِ اسلام کے لئے فراہم کی جائے۔ چونکہ عید فنڈ ایک مرکزی چندہ ہے اس میں سے کوئی حصہ مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی اجازت نہیں بلکہ وصول شدہ رقم صدر انجمن احمدیہ میں جمع کرائی جائے۔ (ناظر بیت المال)

عید الاضحیہ کی تقریب پر قربانی کرنیوالے احباب متوجہ ہوں

اس مرتبہ انشاء اللہ تعالیٰ عید الاضحیہ ۲۷ فروری ۱۹۶۹ء کو ہو گی۔ جو احباب اس موقع پر نظارت خدمتِ درویشاں کے زیر اہتمام قربانی کروانا چاہتے ہیں وہ بحساب فی جانور (چھترا) کم از کم مبلغ ساٹھ روپے بھجوا دیں تا کہ ان کی طرف سے قربانی کا انتظام کروایا جا سکے۔ چونکہ عید الاضحیہ کے دنوں میں جانوروں کی قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے نیز بسا اوقات اچھا جانور بھی دستیاب نہیں ہوتا لہٰذا احباب رقم بھجوانے میں عجلت فرمائیں۔

یہ رقوم ناظر خدمتِ درویشاں کے نام بھجوائی جائیں تا کہ بروقت مل سکیں۔

(ناظر خدمتِ درویشاں)

عید الاضحیہ پر قربانی

امسال عید الاضحیہ پر جو احباب جماعت مرکزِ سلسلہ ربوہ میں قربانی کا جانور ذبح کروانا چاہتے ہیں وہ عید الاضحیہ سے قبل دار الضیافت ربوہ میں رقم بھجوا دیں تو ان کی طرف سے قربانی کا انتظام کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

آجکل درمیانہ جانور جو قربانی کے لائق ہو پچاس ساٹھ روپے میں ملتا ہے اسلئے کم از کم اس قدر رقم بھجوائیں۔

(افسر دار الضیافت ربوہ)

امراء و صدر صاحبان توجہ فرمائیں

ماہ صلح (جنوری) گزر چکا ہے مگر شعبہ اصلاح و ارشاد کی ماہوار رپورٹیں ابھی تک تمام جماعتوں کی طرف سے موصول نہیں ہوئیں لہٰذا تمام امراء اور صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ مقامی اپنے سیکرٹریان اصلاح و ارشاد سے جائزہ لے کر جلد رپورٹ بھجوانے کا اہتمام فرماویں۔ جزاکم اللہ۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

درخواستِ دعا

خاکسار کی طبیعت تین چار دن سے بہت علیل ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور احباب جماعت کی خدمت میں صحتِ کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(نعیم احمد عابد دار الرحمت وسطی ربوہ) رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴